اہل وعیال کی دینی تعلیم وتربیت اور ماں باپ کے دینی فرائض

قرآن کریم اور صحیح احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں!

اسلام میں خاندانی نظام کی بڑی اہمیت ہے اور خاندانی وگھریلو زندگی کی اصلاح ودرستی پر بڑا زور دیا گیا ہے۔

ذیلمیں اہل وعیال کی دینی تعلیم وتربیت، اولاد کی پرورش ونگہداشت اور والدین کے دینی فرائض کے بارے میں قرآنی ونبوی ﷺ احکام دیئے جارہے ہیں۔ قرآن کریم اور نبی ﷺ کے یہ ارشادات وفرامین ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ ہمیں بچوں کی تعلیم وتربیت اور نگہداشت وپرورش دین کے ٹھوس اصولوں وتعلیمات کی روشنی میں کرنی ہوگی ورنہ ہمیشہ قیامت کے دن اللہ رب العالمین کی طرف سے بازپرس کا سامنا کرنا پڑے گا، اعاذنا اللہ منہ!

احادیث نبوی ﷺ کے ضمن میں ہم ایک گزارش کریں گے کہ یہاں یہ امور پیش نظر رہے کہ:

- کچھ احادیث صرف باپوں کے حوالہ سے ہیں۔
- چند احادیث میں صرف ماؤں کو مخاطب کرکے احکام وتعلیمات بتائی گئی ہیں۔
- اور کچھ احادیث میں والدین یعنی ماں، باپ دونوں کو مخاطب کیا گیا ہے۔

ماؤں کے ساتھ ساتھ جن احادیث میں صرف باپوں کو مخاطب کیا گیا ہے، ان احادیث مبارکہ کو درج کرنے کا مقصد یہ ہے کہ شوہر/باپ کی عارضی یا طویل عدم موجودگی میں بیوی/ماں کو یہ پتہ ہو کہ میں نے اولاد کو کس طرح احسن طور پر Deal کرنا ہے۔ زیادہ تر احکام اولاد کی تعلیم وتربیت اور پرورش سے متعلقہ ہیں اور یہ ذمہ داریاں ماں باپ دونوں کی ہیں۔ کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ بیوی، شوہر کی قائم مقام ہے اور یہ دونوں گھریلو یا خاندانی زندگی کی گاڑی کے دو پہیے ہیں۔ دونوں کے باہمی ومربوط تعاون سے ہی یہ گاڑی صحیح طور پر چل سکتی ہے اور منزل مقصود پر پہنچ سکتی ہے۔

اس لیے ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا ......الخ﴾ (التحریم ٦٦: آیت ٦) میں اہل ایمان کو جس بات کا مکلف بنایا گیا ہے، اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے ماں باپ دونوں

میں مثالی اور بہترین ہم آہنگی، تعاون اور خلوص کی فضا کا قائم ہونا بہت ضروری ہے۔

اب ذیل میں موضوع سے متعلقہ قرآنی آیات، نبی ﷺ کی احادیث اور ان کی تشریح ملاحظہ فرمائیں:

1- ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا......الخ﴾ (طٰہٰ ۲۰: آیت ۱۳۲)

(ترجمہ) ''(اے ایمان والو!) اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دو اور اس پر قائم رہو۔''

فوائد واشارات: اسلام اور ایمان لانے کے بعد نماز اسلام کا سب سے پہلا حکم ہے۔ یہ وہ فریضہ ہے جس کا قرآن کریم میں تقریباً سات سو (۷۰۰) بار ذکر کیا گیا ہے۔ پھر احادیث نبوی ﷺ میں بھی نماز قائم کرنے کی تاکید کئی جگہ پر کی گئی ہے۔ کتب احادیث میں نماز (صلوٰۃ) کے ابواب/کتب میں نماز کی جو تفصیلات بیان کی گئی ہیں وہ سینکڑوں صفحات پر محیط ہیں۔ اس سے نماز کی اہمیت کا بخوبی اندازہ ہو جاتا ہے۔

قرآن وصحیح احادیث نبوی ﷺ میں نماز قائم نہ کرنے (یعنی صحیح العقیدہ امام کے پیچھے باجماعت نماز ادا نہ کرنے)، اس میں سستی کرنے یا بالکل نہ پڑھنے پر شدید وعیدیں بتائی گئی ہیں۔ مثلاً: قرآن کریم میں سورۃ المدثر میں بیان ہوا کہ جنتی (جنت میں بیٹھے بیٹھے)، جہنمیوں سے سوال کریں گے کہ:

﴿مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ۝﴾ (المدثر ۷۴: آیت ۴۲، ۴۳)

(ترجمہ) ''تمہیں کیا چیز جہنم میں لے گئی؟'' وہ (یعنی جہنمی) کہیں گے ''ہم نماز پڑھنے والوں میں سے نہ تھے۔''

اس کے بعد یہاں جہنمیوں کی اور غلط باتیں بھی بتائی گئیں جن کی وجہ سے وہ جہنم میں گئے۔

اسی طرح سورۃ الماعون میں بھی ایک شدید وعید بتائی گئی کہ:

﴿فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ يُرَآءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝﴾ (الماعون ۱۰۷: آیات ۴ تا ۷)

(ترجمہ) ''پھر تباہی ہے ان نماز پڑھنے والوں کے لیے جو اپنی نماز سے غفلت برتتے ہیں، جو ریاکاری کرتے ہیں اور معمولی ضرورت کی چیزیں (لوگوں کو) دینے سے گریز کرتے ہیں۔''

نماز کے بارے میں قرآن کریم میں ایک اور اہم حکم یہ بیان کیا گیا:

﴿حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَقُوْمُوْا لِلّٰهِ قٰنِتِيْنَ﴾ (البقرہ۲: آیت ۲۳۸)

(ترجمہ) ''اپنی نمازوں کی حفاظت کرو، خصوصاً درمیانی نماز (یعنی نماز عصر) کی۔ اللہ کے آگے اس طرح کھڑے ہو جیسے فرماں بردار غلام کھڑے ہوتے ہیں۔''

نماز پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل ہوتی ہے اور انسان برائیوں وغیرہ سے بچتا رہتا ہے، جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا:

﴿...... اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ ...... الخ﴾ (العنکبوت۲۹: آیت ۴۵)

(ترجمہ) ''یقیناً نماز فحش اور برے کاموں سے روکتی ہے۔''

پابندی کے ساتھ نماز قائم کرنے کے نتیجہ میں قرآن کریم اور احادیث نبوی ﷺ میں آخرت کی خوشخبریوں اور انعامات کے وعدے بھی بتائے گئے ہیں۔ یہاں یہ امر واضح رہے کہ نماز کو قائم کرنا ہے یعنی موحد امام کے پیچھے باجماعت نماز پڑھنی ہے اور وہ بھی لگاتار، یعنی پابندی کے ساتھ۔ تبھی نماز قبول ہوگی، ان شاء اللہ! اس لیے ہمیں خود بھی نماز کو پابندی کے ساتھ باجماعت نماز پڑھتے رہنا ہے حتیٰ کہ ہمیں موت آجائے، اور اپنے اہل وعیال کو بھی نماز اور دین کے دیگر احکام اچھے انداز میں بتا کر ان سے پابندی کروانی ہے۔ (خواتین گھر میں نماز پڑھیں۔ یہ زیادہ افضل ہے)۔ اسی صورت میں ہم روز قیامت سرخرو ہو سکیں گے، ان شاء اللہ!

اَللّٰهُمَّ وَفِّقْنَا لِمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى (آمین)

2- ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا ...... الخ﴾ (التحریم۶۶: آیت ۶)

(ترجمہ) ''اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے۔''

فوائد واشارات: اسلام میں دعوت دین کی ایک خاص اہمیت ہے۔ دین بتاتا ہے کہ اسلام کی جو سچی، پکی اور فطری نعمت تمہیں ملی ہے، اس میں دوسروں کو بھی شریک کرو۔ جو صحیح دعوت تم تک پہنچی ہے، اسے دوسروں تک بھی پہنچاؤ۔ یہی صحیح راستہ ہے اور دوسروں کی صحیح خیر خواہی بھی۔ اس کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ تم سب سے بڑی تباہی و بربادی والی زندگی اور سب سے بڑی

ناکامی سے بچ جاؤ اور جہنم کی شدید ترین سزاؤں اور عذابوں سے چھٹکارہ پالو۔ نتیجتاً تم اللہ تعالیٰ کی اس جنت کے مستحق بنو گے جو بے شمار نعمتوں سے بھرپور ہے، جہاں کسی قسم کی کوئی تکلیف، پریشانی اور غم نہ ہوگا اور جو تمہارا ہمیشہ کا ٹھکانہ ہوگا۔ لیکن اس سے صرف یہی مقصود نہیں بلکہ یہ بھی کہ اگر تم جہنم سے خود کو بچانا چاہتے ہو تو اپنے گھر والوں کو بھی اس سے بچانے کا اہتمام کرو۔

بنا بریں ضروری ہے کہ اسلام نے قرآن وحدیث کی صورت میں ہماری رہنمائی کے لیے جو احکام اور اصول دیئے ہیں، ہم ان پر خلوص کے ساتھ حتی الامکان زیادہ سے زیادہ نہ صرف خود عمل پیرا ہوں بلکہ اپنے اہل خانہ پر بھی قرآن وحدیث کی خالص دعوت واضح کریں اور انہیں احسن انداز سے دین پر عمل پیرا ہونے کی تلقین وتاکید کرتے رہیں۔ اس ضمن میں یہ بات بڑی اہم ہے کہ ہم خصوصاً گھر میں ایسا ماحول پیدا کریں جس میں گھر کے تمام افراد کو دین پر عمل کرنے کی خود بخود تحریک بھی ملے اور وہ آسانی کے ساتھ قرآن وحدیث کی ترغیب ودعوت کو قبول کرتے چلے جائیں۔ چنانچہ اس باب میں خصوصاً بڑی عمر کے افراد کا ذاتی عمل/ذاتی عملی مثالیں بہت اہمیت رکھتی ہیں، جو بچوں کے لیے دین شناسی اور دین پر عمل کرنے میں کئی طرح سے معاون ثابت ہوں گی، ان شاء اللہ!

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے (اس کی رعیت کے بارے میں قیامت کو) سوال ہوگا۔ چنانچہ امام حاکم ہے، اس سے سوال ہوگا۔ مرد اپنی بیوی بچوں کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ عورت اپنے شوہر کے گھر کی حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ غلام اپنے سردار کے مال کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہوگا۔ ہاں پس! تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے سوال ہوگا۔''

(صحیح بخاری، کتاب النکاح، حدیث ۵۱۸۸ و ۵۲۰۰۔ کتاب الجمعہ، حدیث ۸۹۳۔ کتاب الاستقراض، حدیث ۲۴۰۹۔ کتاب العتق، حدیث ۲۵۵۴۔ کتاب الوصایا، حدیث ۲۷۵۱۔ کتاب الاحکام، حدیث ۷۱۳۸۔ صحیح مسلم، کتاب الامارہ، حدیث ۱۸۲۹)

تشریح: مترجم وشارح صحیح بخاری، علامہ محمد داؤد راز دہلوی رحمہ اللہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ''جب ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں باز پرس ہوگی تو آدمی کو اپنے گھر والوں کا خیال رکھنا اور ان کو برے کاموں سے روکنا ضروری ہے ورنہ وہ بھی قیامت کے دن جہنم

میں ان کے ساتھ ہوں گے اور کہا جائے گا کہ تم نے اپنے گھر والوں کو برے کاموں سے کیوں نہ روکا۔ بہتر انسان وہی ہے جو خود نیک ہو اور اپنے بیوی بچوں کے حق میں بھی بھلا ہو۔"

ہمیں بہتر حاکم بننے کے لیے ضروری ہے کہ قرآن کریم، احادیث نبوی ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں ہم خود بھی دین پر زیادہ سے زیادہ عمل کرنے کی کوشش کریں اور اہل وعیال کو بھی اسی طرف لگائیں۔ اس سلسلہ میں پیار، محبت، نرمی کو ہی زیادہ تر اختیار کرنا چاہیے، تاہم اگر کبھی سختی کی ضرورت پیش آجائے تو وہ معمولی ہو۔ کیونکہ بے جا اور زیادہ تشدد سے بگاڑ ہی پیدا ہوتا ہے۔ ویسے بھی جو کام نرمی، پیار، شفقت ومحبت اور دلجوئی سے ہو سکتا ہے، اس میں سختی کرنا از حد نقصان دہ ہے۔ دوسرا یہ کہ معمولی سختی کرنے کا جواز ہے، تاکید اور حکم نہیں دیا گیا۔

❁ زینب رضی اللہ عنہا (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی) نے بیان کیا کہ میں مسجد نبوی ﷺ میں تھی۔ نبی ﷺ کو میں نے دیکھا۔ آپ ﷺ فرما رہے تھے: "صدقہ کرو خواہ اپنے زیور ہی میں سے دو۔" زینب رضی اللہ عنہا اپنا صدقہ اپنے شوہر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور چند یتیم بچوں پر جو ان کی پرورش میں تھے، خرچ کیا کرتی تھیں۔ اس لیے انہوں نے اپنے خاوند سے کہا کہ آپ نبی ﷺ سے پوچھیے کہ کیا وہ صدقہ بھی مجھ سے کفایت کریگا جو میں آپ پر (یعنی اپنے شوہر پر) اور ان چند یتیم بچوں پر خرچ کروں جو میری سپردگی میں ہیں؟ لیکن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم خود جا کر نبی ﷺ سے پوچھ لو۔ آخر میں خود نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت میں نے نبی ﷺ کے دروازے پر ایک انصاری خاتون کو پایا، جو میری ہی جیسی ضرورت لے کر موجود تھیں (وہ زینب رضی اللہ عنہا تھیں، ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی اہلیہ)۔ پھر ہمارے سامنے سے بلال رضی اللہ عنہ گزرے۔ تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ نبی ﷺ سے یہ مسئلہ دریافت کیجئے کہ کیا وہ صدقہ مجھ سے کفایت کرے گا جسے میں اپنے شوہر اور اپنے زیر تحویل چند یتیم بچوں پر خرچ کر دوں؟ ہم نے بلال رضی اللہ عنہ سے یہ بھی کہا کہ ہمارا

نام نہ لینا۔ وہ اندر گئے اور نبی علیہ السلام سے عرض کیا کہ دو عورتیں (یہ) مسئلہ دریافت کرتی ہیں۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ دونوں (عورتیں) کون ہیں؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہہ دیا کہ زینب نام کی ہیں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کون سی زینب؟ بلال رضی اللہ عنہ نے کہا کہ (ان میں سے ایک ہیں) عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی بیوی۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا: ''ہاں! بے شک درست ہے۔ اور انہیں دوگنا ثواب ملے گا۔ ایک قرابت داری کا اور دوسرا خیرات کرنے کا۔''

(صحیح بخاری، کتاب الزکوۃ، حدیث ۱۴۶۶)

تشریح: ''اس حدیث میں صدقہ (یعنی خیرات) کا لفظ ہے جو فرض صدقہ یعنی زکوۃ اور نفلی خیرات دونوں کو شامل ہے...... امام بخاری رحمہ اللہ نے یہاں زکوۃ فرض کو مراد لیا ہے...... حدیث کے ظاہر الفاظ سے بھی امام بخاری رحمہ اللہ کے خیال ہی کی تائید ہوتی ہے۔''

(مترجم صحیح بخاری علامہ محمد داؤد راز دہلوی رحمہ اللہ)

❁ ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ عاشورہ کی صبح کو نبی علیہ السلام نے انصار کے محلوں میں کہلا بھیجا کہ صبح جس نے کھا پی لیا ہو وہ دن کا باقی حصہ (روزہ دار کی طرح) پورا کرے اور جس نے کچھ کھایا پیا نہ ہو وہ روزے سے رہے۔ ربیع رضی اللہ عنہا نے کہا کہ پھر بعد میں بھی (یعنی رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت کے بعد) ہم اس دن روزہ رکھتے اور اپنے بچوں سے بھی رکھواتے تھے۔ انہیں ہم اون کا ایک کھلونا دے کر بہلائے رکھتے۔ جب کوئی کھانے کیلیے روتا تو وہی دے دیتے، یہاں تک کہ افطاری کا وقت آ جاتا۔''

(صحیح بخاری، کتاب الصیام، حدیث ۱۹۶۰)

تشریح: ''جمہور علماء کا قول ہے کہ جب تک بچہ جوان (یعنی بالغ) نہ ہو، اس پر روزہ واجب نہیں لیکن ایک جماعت سلف نے ان کو عادت ڈالنے کے لیے یہ حکم دیا کہ بچوں کو روزہ رکھوائیں جیسے نماز پڑھنے کے لیے ان کو حکم دیا جاتا ہے۔'' (مترجم صحیح بخاری، علامہ محمد داؤد راز دہلوی رحمہ اللہ)

امام بخاری رحمہ اللہ نے باب صوم الصبیان کے تحت آغاز میں خلیفۃ المسلمین عمر رضی اللہ عنہ کا ایک اثر نقل کیا ہے۔ ایک نشہ باز ماہ رمضان المبارک میں نشہ کرتا ہوا پکڑا گیا تو خلیفۃ المسلمین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اسے مخاطب کر کے فرمایا: ''افسوس تجھ پر! تو نے ماہ رمضان

میں بھی شراب پی رکھی ہے، حالانکہ ہمارے بچے تک بھی روزے سے ہیں۔'' پھر آپ رضی اللہ عنہ نے اس پر شرعی حد قائم کی اور اسے شام کے ملک میں جلاوطن کر دیا۔ علامہ محمد داؤد راز دہلوی رحمہ اللہ صحیح بخاری کی درج بالا حدیث کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس واقعہ کو نقل کرنے سے امام بخاری رحمہ اللہ کا مقصد صرف بچوں کو روزہ رکھنے کی مشروعیت بیان کرنا ہے، جس کا ذکر عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔ پس مناسب ہے کہ بچوں کو بھی روزہ (رکھنے) کی عادت ڈلوائی جائے...... اگرچہ وہ اپنی اس عمر میں شریعت کے مکلف نہیں ہیں۔''

❁ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص کسی یتیم کو اپنے کھانے اور پینے میں شریک کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے لازمی طور پر جنت واجب کر دیتا ہے۔ البتہ اگر وہ کوئی ایسا گناہ کرے جو قابل نہیں (تو پھر وہ جنت کا حقدار نہیں بنتا) اور جو شخص تین بیٹیوں یا تین بہنوں کی پرورش کرتا ہے، انہیں ادب سکھاتا ہے اور ان پر شفقت کرتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو (شادی وغیرہ کی صورت میں) خود کفیل بنا دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت واجب کر دیتا ہے۔'' ایک شخص نے دریافت کیا: ''کیا دو (بیٹیوں یا بہنوں کی صورت میں) بھی (یہی اجر ملے گا)؟'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! دو بھی۔'' یہاں تک کہ اگر وہ شخص کہہ دیتا کہ کیا ایک (کی صورت میں) بھی (یہی اجر ملے گا)؟ تو نبی ﷺ ایک (کے بارے میں) بھی (ایسا ہی) کہہ دیتے......''

(شرح السنہ بحوالہ مشکوۃ المصابیح، کتاب الآداب، حدیث ۴۹۷۵)

تشریح: اس حدیث میں بیٹیوں یا بہنوں کی اچھی تعلیم و تربیت اور پرورش و نگہداشت کے نتیجہ میں مسلمان کو جنت کی لازمی بشارت دی گئی ہے۔ یعنی ایسا فعل ایک بہت بڑا نیک کام ثابت ہوا۔ یہاں یہ بات بیان کرنا بڑا ضروری ہے کہ یہ بشارت اس مسلم کے لیے ہے جو توحید و سنت پر عمل پیرا ہو اور دین کے بنیادی تقاضوں اور ایمانیات کو اچھی طرح سمجھتا ہو، جس کے عقاید میں کسی طرح کا کوئی بگاڑ نہ ہو۔

❁ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرے والد مجھے نبی ﷺ کی خدمت میں لائے اور عرض کیا

کسی مسکین کو دیا اور ایک دینار اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔ تو زیادہ ثواب کے لحاظ سے وہی دینار زیادہ افضل ہے جو (تم نے) اپنے گھر والوں پر خرچ کیا۔'' (صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ)

تشریح: ایسی ہی ایک روایت قبل ازیں صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ کے حوالہ سے گزر چکی ہے۔ اس روایت میں اپنے گھر والوں پر خرچ کرنے، اللہ کے راستہ میں اپنے جانور پر خرچ کرنے اور اللہ کے راستہ میں اپنے دینی ساتھیوں پر خرچ کرنے کے امور ذکر کیے گئے تھے۔ جبکہ اس حدیث کا مواد تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ اس روایت سے کافی ملتا جلتا ہے۔ دونوں میں مشترک بات یہی بیان کی گئی ہے کہ (دیگر امور جو دونوں احادیث میں بیان کیے گئے ہیں کی نسبت سے) ترجیحاً وہی خرچ زیادہ ثواب کا موجب ہے جو اپنے اہل وعیال پر خرچ ہوگا۔

❁ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ایک دیہاتی، نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے کہا کہ آپ لوگ بچوں کو بوسہ دیتے ہیں، ہم تو انہیں بوسہ نہیں دیتے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اگر اللہ نے تمہارے دل سے رحم نکال دیا ہے تو میں کیا کرسکتا ہوں!''

(صحیح بخاری، کتاب الأدب، حدیث ۵۹۹۸)

تشریح: بچے پھولوں کی مانند ہیں۔ احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نبی جناب محمد رسول اللہ ﷺ بچوں سے بہت شفقت ومحبت، پیار ومہربانی اور رحم کا مظاہرہ فرماتے۔ بچوں پر شفقت ومہربانی اور پیار ومحبت کرنے پر آپ ﷺ نے بہت زور دیا ہے۔ اس بارے میں بھی آپ ﷺ کے فرامین وارشادات احادیث اور سیرت کی مختلف کتب میں موجود ہیں، جن کا مطالعہ کر کے ہم اس پہلو سے بھی اپنی اصلاح کرسکتے ہیں۔

❁ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے دو لڑکیوں کی کفالت اور پرورش کی، میں اور وہ اس طرح مل کر جنت میں داخل ہوں گے جیسا کہ یہ دو انگلیاں آپس میں ملی ہوئی ہیں۔'' نبی ﷺ نے (شہادت والی اور بڑی انگلی کے ساتھ) اشارہ فرمایا۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ۔ جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ)

تشریح: اس سے قبل بھی بیٹیوں کی پرورش پر اجر وثواب خصوصاً جنت میں داخلہ کی بشارت کا تذکرہ بزبان رسول ﷺ ہو چکا ہے۔ اس حدیث میں بھی کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ یہی بات

دی۔ پھر اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی اس طرح کی لڑکیوں کی پرورش کرے گا اور ان سے اچھا معاملہ (نیک سلوک) کرے گا تو یہ اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔''

(صحیح بخاری، کتاب الادب، حدیث ۵۹۹۵۔ کتاب الزکوۃ، حدیث ۱۴۱۸/ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب/ جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ)

نوٹ: صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب میں ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کردہ حدیث کے آخر میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے اس سبب (یعنی بیٹیوں کو کھجور تقسیم کر کے دینے اور خود نہ کھانے کی وجہ) سے اس کے لیے جنت واجب کر دی یا اس کو جہنم سے آزاد کر دیا۔''

تشریح: اس حدیث میں بیان کردہ، نبی کریم ﷺ کے فرمان گرامی سے پتہ چلتا ہے کہ بچیوں کو پالنا اور ان سے شفقت و محبت رکھنا بہت بڑا نیک کام ہے۔ مگر ہمارے معاشرہ میں معاملہ الٹ ہے کہ بیٹوں سے زیادہ محبت روا رکھی جاتی ہے، اور بیٹیوں سے وہ رویہ نہیں رکھا جاتا جو بیٹوں سے ہوتا ہے۔ بلکہ اگر بیٹا ایک ہو اور باقی بیٹیاں ہوں تو بیٹے سے وہ اظہار محبت ہوتا ہے اور اس کے ایسے چونچلے برداشت کیے جاتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! بالکل نبی ﷺ کی بعثت سے قبل والے عرب کے جاہلی معاشرہ کا کہیں کہیں پَرتو نظر آتا ہے۔ حالانکہ پیچھے گزری ایک حدیث میں ہمیں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ اولاد کی پرورش و نگہداشت کرتے ہوئے عموماً ان میں انصاف اور برابری کا معاملہ کیا جائے۔

❁ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے۔ قیدیوں میں ایک عورت تھی، جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ (پریشانی سے) دوڑ رہی تھی۔ اتنے میں اس کو ایک بچہ قیدیوں میں مل گیا (جو شاید اس کا اپنا بیٹا تھا) اس نے اسے جھٹ اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟'' ہم نے عرض کیا کہ نہیں، جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے، جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہو سکتی

دی۔ پھر اٹھ کر چلی گئی۔ اس کے بعد نبی ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ سے اس کا ذکر کیا۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص بھی اس طرح کی لڑکیوں کی پرورش کرے گا اور ان سے اچھا معاملہ (نیک سلوک) کرے گا تو یہ اس کے لیے جہنم سے آڑ بن جائیں گی۔''

(صحیح بخاری، کتاب الادب، حدیث ۵۹۹۵۔ کتاب الزکوۃ، حدیث ۱۴۱۸/ صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب / جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ)

نوٹ: صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والادب میں ہی عائشہ رضی اللہ عنہا سے بیان کردہ حدیث کے آخر میں ہے کہ ''اللہ تعالیٰ نے اس سبب (یعنی بیٹیوں کو کھجور تقسیم کر کے دینے اور خود نہ کھانے کی وجہ) سے اس کے لیے جنت واجب کر دی یا اس کو جہنم سے آزاد کر دیا۔''

تشریح: اس حدیث میں بیان کردہ، نبی کریم ﷺ کے فرمان گرامی سے پتہ چلتا ہے کہ بچیوں کو پالنا اور ان سے شفقت و محبت رکھنا بہت بڑا نیک کام ہے۔ مگر ہمارے معاشرہ میں معاملہ الٹ ہے کہ بیٹوں سے زیادہ محبت روا رکھی جاتی ہے، اور بیٹیوں سے وہ رویہ نہیں رکھا جاتا جو بیٹوں سے ہوتا ہے۔ بلکہ اگر بیٹا ایک ہو اور باقی بیٹیاں ہوں تو بیٹے سے وہ اظہار محبت ہوتا ہے اور اس کے ایسے چونچلے برداشت کیے جاتے ہیں کہ اللہ کی پناہ! بالکل نبی ﷺ کی بعثت سے قبل والے عرب کے جاہلی معاشرہ کا کہیں کہیں پرتو نظر آتا ہے۔ حالانکہ پیچھے گزری ایک حدیث میں ہمیں اس بات کی تعلیم دی گئی ہے کہ اولاد کی پرورش و نگہداشت کرتے ہوئے عموماً ان میں انصاف اور برابری کا معاملہ کیا جائے۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس کچھ قیدی آئے۔ قیدیوں میں ایک عورت تھی، جس کا پستان دودھ سے بھرا ہوا تھا اور وہ (پریشانی سے) دوڑ رہی تھی۔ اتنے میں اس کو ایک بچہ قیدیوں میں مل گیا (جو شاید اس کا اپنا بیٹا تھا) اس نے اسے جھٹ اپنے پیٹ سے لگا لیا اور اس کو دودھ پلانے لگی۔ ہم سے نبی ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچے کو آگ میں ڈال سکتی ہے؟'' ہم نے عرض کیا کہ نہیں، جب تک اس کو قدرت ہوگی یہ اپنے بچے کو آگ میں نہیں پھینک سکتی۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے، جتنا یہ عورت اپنے بچے پر مہربان ہو سکتی

ہے۔" (صحیح بخاری، کتاب الادب، حدیث ۵۹۹۹)

تشریح: اس حدیث کا مرکزی نقطہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق پر خصوصاً اپنے پیدا کیے ہوئے بندوں پر بہت زیادہ مہربان ہے۔ لیکن یہ انسانوں کی بدقسمتی ہے کہ وہ اپنے خالق و مالک کی عبادت سے منہ موڑتے ہیں اور اس کے شکر گزار نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ انسانوں پر یعنی اپنے بندوں پر کس قدر مہربان اور رحیم ہے؟ اس کا اندازہ آسانی سے اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے شرک کرتے ہیں یعنی مشرک، اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے دین پر ایمان نہیں لاتے یعنی کافر، اللہ تعالیٰ ان سب کو روزی دے رہا ہے حتیٰ کہ ان کو بھی جو اس کی ذات کو مانتے ہی نہیں یعنی دہریے۔ یہ ایک معمولی مثال ہے ورنہ اللہ تعالیٰ کس کس انداز سے اپنے بندوں پر مہربان ہے؟ یہ وہی بہتر جانتا ہے۔ البتہ ایک حدیث شریف سے کچھ اندازہ ہوتا ہے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ سے سنا، آپ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو (۱۰۰) حصے بنائے اور اپنے پاس ان میں سے ننانوے (۹۹) حصے رکھے، صرف ایک حصہ زمین پر اتارا اور اسی کی وجہ سے تم دیکھتے ہو کہ مخلوق ایک دوسرے پر رحم کرتی ہے......" (صحیح بخاری، کتاب الادب، حدیث ۶۰۰۰۔ کتاب الرقاق، حدیث ۶۴۶۹) یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اس نے انسانوں کی رہنمائی کے لیے کم و بیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا تاکہ وہ ان پر ایمان لا کر اور ان کی پیروی کر کے جہنم میں جانے سے بچ جائیں۔ لیکن لوگوں کی بہت بڑی اکثریت اس کے باوجود اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے راستے یعنی صراط مستقیم سے منہ موڑتی رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو نہیں چاہتا کہ اس کا کوئی بندہ جہنم کی شدید ترین سزاؤں اور عذابوں میں گرفتار ہو کر آخرت کی سب سے بڑی ناکامی کا مستحق بن جائے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے تو ہم سب کو نیکی اور بدی دونوں کا اختیار دے دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے:

﴿اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَّاِمَّا كَفُوْرًا﴾ (الدھر ۷۶: آیت ۳)

(ترجمہ) "ہم نے اسے (یعنی انسان کو) راستہ دکھا دیا، (اب وہ) خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر

کرنے والا۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "ان عورتوں میں جو اونٹ پر سوار ہوئیں (یعنی عرب کی عورتیں) بہتر اور نیک بخت قریش کی عورتیں ہیں جو اپنے بچے پر بہت زیادہ مہربان ہوتی ہیں جب وہ چھوٹا ہو اور اپنے خاوند کے مال کی حفاظت ونگہداشت کرتی ہیں۔" (صحیح مسلم، کتاب الفضائل)

تشریح: اس حدیث میں قریش کی عورتوں کی فضیلت واہمیت بیان کی گئی ہے۔ یہ خوبیاں اور صفات جو نبی کریم ﷺ نے قریش کی عورتوں کی پسند فرمائیں، اگر دیگر مسلم خواتین بھی ان کو اپنائیں گی تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ خواتین میں شمار ہوں گی، ان شاء اللہ!

ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "خرچ کرنے کے اعتبار سے بہتر دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے گھر والوں پر خرچ کرتا ہے (اس لیے کہ ان میں بعض ایسے افراد ہیں جن کا نفقہ فرض ہے مثلاً بیوی اور چھوٹے بچے) اور اسی طرح وہ دینار (بھی بہتر ہے) جس کو وہ اللہ کی راہ میں اپنے جانور پر خرچ کرتا ہے، اور وہ دینار بھی جسے اپنے ساتھیوں پر اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے۔"

(صحیح مسلم، کتاب الزکوۃ/مسند احمد، ج:۵، ص:۲۷۹/جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ)

تشریح: اس حدیث سے یہ دینی فوائد معلوم ہوتے ہیں:

۱- ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں مال خرچ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے۔

۲- دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اپنے گھر والوں یعنی بیوی بچوں پر خرچ کیا ہوا مال اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ بہتر اور افضل شمار ہوتا ہے۔ اس کا ثواب اللہ کے راستہ میں اپنے جانور پر یا اپنے دینی ساتھیوں پر خرچ کرنے سے زیادہ ملے گا۔

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میرے والد شہید ہو گئے اور انہوں نے سات لڑکیاں چھوڑیں یا (راوی نے کہا کہ) نو لڑکیاں۔ چنانچہ میں نے ایک پہلے کی شادی شدہ (مطلقہ یا بیوہ) عورت سے نکاح کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا: "جابر! تم نے شادی

کی ہے؟'' میں نے کہا: ''جی ہاں۔'' فرمایا: ''کنواری سے یا بیاہی سے؟'' میں نے عرض کیا کہ بیاہی سے۔ فرمایا: ''تم نے کسی کنواری لڑکی سے شادی کیوں نا کی (تا کہ) تم اس کے ساتھ کھیلتے اور وہ تمہارے ساتھ کھیلتی۔ تم اس کے ساتھ ہنسی مذاق کرتے اور وہ تمہارے ساتھ ہنسی مذاق کرتی۔'' جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اس پر میں نے نبی ﷺ سے عرض کیا کہ عبداللہ (میرے والد) شہید ہو گئے اور انہوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں، میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کے پاس ان ہی (کی عمر) جیسی لڑکی بیاہ لاؤں، اس لیے میں نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو ان کی دیکھ بھال کر سکے اور ان کی اصلاح کا خیال رکھے۔ نبی ﷺ نے اس پر فرمایا: ''اللہ تمہیں برکت دے۔'' یا (راوی کو شک تھا کہ) نبی ﷺ نے ''خیراً'' فرمایا یعنی اللہ تم کو خیر عطا کرے۔ (صحیح بخاری، کتاب النفقات، حدیث ۵۳۶۷)

تشریح: معلوم ہوا کہ شادی کے لیے عورت کا انتخاب کرتے وقت بہت سوچ بچار کرنا اور مشاہدہ و جائزہ لے کر فیصلہ کرنا بہت ضروری ہے۔ صرف ظاہری حسن دیکھ کر عورت پر فریفتہ ہو جانا دانش مندی نہیں۔ جابر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ بڑا درست تھا۔ نبی ﷺ نے بھی آپ کی تحسین فرمائی اور اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کی دعا سے جابر رضی اللہ عنہ کو بڑی برکت عطا فرمائی۔ ان کا قرض بھی سب ادا ہو گیا اور وہ ہمیشہ خوش اور نبی ﷺ کے منظور نظر رہے۔

✿ عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہما اپنے باپ اور وہ (شعیب) اپنے دادا (عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ) سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تمہارے بچے سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کی تلقین کرو اور جب دس سال کی عمر کو پہنچ جائیں (اور نماز میں سستی کریں) تو اس پر انہیں سرزنش کرو اور ان کے درمیان بستروں میں تفریق کر دو۔''

(صحیح ہے۔ سنن ابی داود، کتاب الصلوٰۃ، حدیث ۴۹۵)

تشریح: محترم حافظ صلاح الدین یوسف صاحب حفظہ اللہ ''ریاض الصالحین'' (مترجم) میں اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: ''(۱) اس حدیث سے نماز کی اہمیت بھی واضح ہے۔ نیز یہ واضح ہوا کہ تعلیم و تربیت کے نقطہ نظر سے بچوں کو مارنا پیٹنا جائز ہے، تاہم یہ مار پیٹ وحشیانہ

انداز سے نہ ہو، بلکہ اس طریقے سے ہو کہ بچے کی تربیت بھی ہو جائے اور اسے کوئی جسمانی نقصان بھی نہ پہنچے۔ یہ فلسفہ بالکل غلط ہے کہ بچوں کو کچھ نہ کہا جائے، مار پیٹ تو کجا ڈانٹ ڈپٹ سے بھی گریز کیا جائے۔ بلکہ تہذیب و تربیت کے لیے مناسب سزا و تعزیر ضروری ہے۔ (۲) فقہاء نے لکھا ہے کہ نماز ہی کی طرح دیگر احکام شریعت بھی بچوں کے ذہن نشین کرائے جائیں اور ممکن ہو تو ان کی عملی مشق بھی۔ جیسے رمضان میں حسب عمر اور حسب طاقت، بچوں سے چند (یا زیادہ) روزے رکھوائے جائیں، تا کہ روزوں کی اہمیت و فرضیت ان کے دماغوں میں بیٹھ جائے اور جب وہ شعور و بلوغت کی عمر کو پہنچیں تو انہیں علم ہو کہ پنج وقتہ نماز کی طرح رمضان المبارک کے روزے بھی ایک مسلمان کے لیے نہایت ضروری اور فرض ہیں، وعلیٰ هذا القیاس! اس طرح دیگر احکام و مسائل اور معاملات ہیں جن کی تعلیم بچوں کو ان کی سمجھ کے مطابق دی جائے۔ (۳) ۱۰ سال کی عمر میں بچہ بالغ تو بالعموم نہیں ہوتا، تاہم کچھ تمیز و شعور اس کے اندر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس لیے اس عمر میں انہیں ایک ساتھ سلانے کی بجائے، علیحدہ علیحدہ بستروں پر سلایا جائے، بالخصوص بچے اور بچیوں کو۔"

(جلد اول، ص ۲۸۷)

❁ ابوثریہ، سبرہ بن معبد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم بچے کو سات سال کی عمر میں نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر میں اس پر (یعنی نماز میں کوتاہی کرنے پر) ان کی (مناسب) پٹائی کرو۔"

(ابوداود، کتاب الصلوۃ، حدیث ۴۹۴؛ جامع ترمذی، ابواب الصلوۃ، حدیث ۴۰۷۔ امام ابوداود اور امام ترمذی رحمہما اللہ نے اسے حسن کہا ہے جبکہ ابن خزیمہ (۱۰۰۲)، حاکم (۲۰۱/۱) اور ذہبی رحمہم اللہ نے صحیح کہا ہے)

تشریح: یہ ظاہری اور عقلی بات ہے کہ بچوں کو نماز کی تاکید و تلقین وہی افراد (والدین، اساتذہ، بڑے اعزا و اقربا وغیرہ) کر سکتے ہیں جو خود نماز کے پابند ہوں۔ ذاتی بے عملی والی نصیحتیں اور تاکیدیں کیا اثر کر سکتی ہیں! یقیناً کچھ بھی نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں یہ بات ناممکن تھی کہ کوئی فرد مسلمان بھی ہو اور پھر بھی وہ نماز نہ پڑھے۔ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کو یہ فرمان نبوی ﷺ ازبر تھا کہ "ترک نماز سے آدمی کافر ہو جاتا ہے!" کیسے نماز کو چھوڑ سکتے

تھے۔ لیکن آج فرقہ واریت اور کفار و مشرکین وغیرہ کی تہذیب و اثرات تمدن کے زیراثر بالغ کلمہ گو مسلمانوں (بشمول والدین واساتذہ) کی بہت بڑی اکثریت نماز کی تارک اور اس اہم ترین دینی فرض سے غافل ہے۔ بنا بریں بچوں کو نماز کے سکھانے اور پڑھنے کی تاکید و ترغیب اور تادیب کون کرے اور کیسے کرے! یہی وجہ ہے کہ مسلم معاشرے ہر قسم کے گناہوں، برائیوں اور قباحتوں سے لتھڑے ہوئے ہیں۔ عقاید کا بگاڑ بالخصوص بہت بڑھ چکا ہے، اعاذنا اللہ منہم!

❀ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم! تو (اپنے گھر والوں، اللہ کی راہ میں اور دیگر غرباء وغیرہ پر) خرچ کر۔ تو میں تجھ کو دیئے جاؤں گا۔'' (صحیح بخاری، کتاب النفقات، حدیث ۵۳۵۲۔ کتاب التفسیر، حدیث ۴۶۸۴)

تشریح: اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں خرچ کرنے کی تاکید و ترغیب فرمائی ہے۔ مسلمان اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے، جہاد فی سبیل اللہ اور اقامت و اشاعت دین کے لیے خرچ ہو یا غرباء و مساکین پر خرچ کیا جائے، یہ سب اللہ کے راستہ میں خرچ کرنے کے ضمن میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو زیادہ سے زیادہ انفاق فی سبیل اللہ کی توفیق عنایت فرمائے، آمین!

❀ سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ میری عیادت کے لیے تشریف لائے۔ میں اس وقت مکہ مکرمہ میں بیمار تھا۔ میں نے نبی ﷺ سے کہا کہ میرے پاس مال ہے۔ کیا میں اپنے تمام مال کی وصیت کردوں؟'' آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر آدھے کی کردوں؟ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں! میں نے کہا کہ پھر ایک تہائی کی کردوں؟ (نبی ﷺ نے فرمایا): ''ایک تہائی کی کردو اور ایک تہائی بھی بہت ہے۔ اگر تم اپنے وارثوں کو مالدار چھوڑ کر جاؤ تو یہ اس سے بہتر ہے کہ تم انہیں محتاج و تنگ دست چھوڑو کہ (اس کے بعد) لوگوں کے سامنے وہ ہاتھ پھیلاتے پھریں، اور تم جب بھی خرچ کرو گے تو وہ تمہاری طرف سے صدقہ ہو گا۔ یہاں تک کہ اس لقمہ پر بھی ثواب ملے گا جو تم اپنی بیوی کے منہ میں رکھنے کے لیے اٹھاؤ

گے۔ امید ہے کہ ابھی اللہ تمہیں زندہ رکھے گا، تم سے بہت سے لوگوں کو نفع پہنچے گا اور بہت سے دوسرے (یعنی کفار) نقصان اٹھائیں گے۔" (صحیح بخاری، کتاب النفقات، حدیث ۵۳۵۴)

تشریح: حدیث کا پہلے والا بیشتر حصہ محتاج شرح نہیں۔ البتہ آخری حصہ جو سعد رضی اللہ عنہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی امید اور توقع پر مشتمل ہے، اس بارے میں مترجم و شارح صحیح بخاری علامہ محمد داؤد راز دہلوی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:- "نبی ﷺ نے جیسی امید ظاہر فرمائی تھی، اللہ نے اس کو پورا کیا۔ سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ وفات نبوی ﷺ کے بعد مدت دراز تک (ستر سال کی عمر تک) زندہ رہے۔ عراق کا ملک انہوں نے ہی فتح کیا، کافروں کو زیر کیا اور وہ مدتوں عراق کے حاکم رہے، صدق رسول اللہ ﷺ"

(مترجم صحیح بخاری، شرح حدیث نمبر ۵۳۵۴)

سعد بن ابی وقاص جو عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں، کے بارے میں درحقیقت نبی کریم ﷺ کی امید، روح کے اعتبار سے ایک دعا ہی تھی، جسے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے پورا فرمایا، الحمد للہ رب العالمین!

⑤ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "سب سے بہترین صدقہ وہ ہے جسے دے کر دینے والا مالدار ہی رہے اور ہر حال میں اوپر کا ہاتھ (یعنی دینے والے کا) نیچے کے ہاتھ (یعنی لینے والے کے ہاتھ) سے بہتر ہے اور (خرچ کی) ابتدا ان سے کرو جو تمہاری نگہبانی میں ہیں...... جن کے کھلانے پلانے کے تم ذمہ دار ہو۔"

(صحیح بخاری، کتاب النفقات، حدیث ۵۳۵۵و۵۳۵۶۔ کتاب الزکوٰۃ، حدیث ۱۴۲۶)

تشریح: "معلوم ہوا کہ حقوق اللہ کے بعد انسانی حقوق میں اپنے والد اور جملہ متعلقین کے حقوق کا ادا کرنا سب سے بڑی عبادت ہے۔ یعنی اپنے اہل وعیال اور جملہ متعلقین اور مزدور وغیرہ جن کا کھانا تم نے اپنے ذمہ لیا ہوا ہے، اسی طرح قرابت دار بھی جو غرباء و مساکین ہوں، پہلے ان کی خبر گیری کرنا دیگر فقراء و مساکین پر مقدم ہے۔ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ اپنے عزیز و اقرباء جملہ متعلقین اگر وہ مستحق ہیں تو صدقہ و خیرات اور زکوٰۃ میں سب سے پہلے ان ہی کا حق ہے۔ اس لیے ایسے صدقہ کرنے والوں کو دوگنے ثواب کی بشارت دی گئی

ہے۔" (مترجم صحیح بخاری علامہ محمد داؤد راز دہلوی رحمہ اللہ)

❁ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ہند بنت عتبہ رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں اور عرض کیا:
"یارسول اللہ! ابوسفیان (ان کے شوہر) بہت بخیل ہیں، تو کیا میرے لیے اس میں کوئی گناہ ہے اگر میں ان کے مال میں سے (ان کے پیٹھ پیچھے) اپنے بچوں کو کھلاؤں؟" نبی ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، لیکن دستور کے مطابق ہونا چاہیے۔"

(صحیح بخاری، کتاب النفقات، حدیث ۵۳۵۹، ۵۳۶۴، ۵۳۷۰ و ۵۳۷۰۔ کتاب البیوع، حدیث ۲۲۱۱، کتاب المظالم، حدیث ۲۴۶۰۔ کتاب مناقب الانصار، حدیث ۳۸۲۵۔ کتاب الایمان والنذور، حدیث ۶۶۴۱۔ کتاب الاحکام، حدیث ۷۱۶۱ و ۷۱۸۰)

تشریح: اس حدیث سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ بخیل مرد کی بیوی کو اس کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے بقدر ضرورت اپنا اور اپنے بچوں کا خرچ لے لینا جائز ہے۔ یہ اجازت بقدر ضرورت کی حد تک ہے۔ اس سے زیادہ لینا جو فضول خرچی میں آ جائے سخت گناہ کی بات ہے بلکہ ایسی صورت میں عورت (یعنی بیوی) کئی گناہوں کی مرتکب ہوگی، مثلاً: فضول خرچی، شوہر کے مال میں خیانت کا ارتکاب وغیرہ۔ پھر یہ معاملہ اس صورت میں اور زیادہ سنگین ہو جاتا ہے جب شوہر کو فضول خرچی کی صورت میں بیوی کی خیانت کا پتہ چل جائے۔ نتیجتاً گھریلو فساد، لڑائی جھگڑے اور طلاق وغیرہ تک بھی نوبت پہنچ سکتی ہے، اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا مِنْ كُلِّ بَلَاءِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْآخِرَةِ!

❁ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جس مسلمان کے تین بچے مر جائیں، اس کو جہنم کی آگ نہ لگے گی مگر قسم اتارنے کے لیے (یعنی اللہ تعالیٰ نے جو فرمایا کہ تم میں سے کوئی ایسا نہیں ہے جو جہنم پر سے نہ گزرے۔ اس وجہ سے اس کا بھی گزر جہنم پر سے ہوگا اور کسی طرح عذاب نہ ہوگا)۔" (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب)

❁ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کی عورتوں سے فرمایا: "تم میں سے جس کے تین لڑکے مر جائیں اور وہ اللہ کی رضامندی کے واسطے صبر کرے تو جنت میں جائے گی۔" ایک عورت بولی: "یارسول اللہ! اگر دو بچے مریں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "

ہی سہی۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب)

ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! آپ کی ساری باتیں مرد ہی سنا کرتے ہیں تو ہمارے لیے بھی ایک دن مقرر کیجئے جس دن ہم آپ ﷺ کے پاس آیا کریں اور آپ ﷺ ہم کو وہ باتیں سکھائیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سکھلائیں۔'' نبی ﷺ نے فرمایا: ''اچھا فلاں دن تم جمع ہونا۔'' وہ جمع ہوئیں۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے۔ پھر فرمایا: ''تم میں سے جس عورت نے اپنے آگے تین بچے بھیجے (یعنی تین بچے اس کے مر گئے) تو وہ جہنم سے اس کی آڑ ہو جائیں گے۔'' ایک عورت بولی: ''اور دو بچے، دو بچے، دو بچے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اور دو بچے، دو بچے، دو بچے (یعنی ان کا بھی یہی حکم ہے)۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک بچہ لے کر آئی اور عرض کیا: ''اے نبی ﷺ! اللہ سے دعا کیجئے اس کے لیے (عمر دراز ہونے کی)۔ کیونکہ میں تین بچوں کو دفن کر چکی ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تین بچوں کو گاڑا ہے؟'' وہ بولی: ''جی ہاں!'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے جہنم سے ایک مضبوط آڑ لے لی۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب)

ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا: ''یارسول اللہ! میرے بیٹے کے لیے دعا فرمائیے۔ وہ بیمار ہے اور میں ڈرتی ہوں کہ کہیں مر نہ جائے۔ میں تین بچوں کو گاڑ چکی ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو نے تو جہنم کی ایک مضبوط روک بنالی ہے۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب)

ابوحسان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوہریرہ سے کہا کہ میرے دو بیٹے مر گئے ہیں۔ تم مجھ سے رسول اللہ ﷺ کی حدیث بیان نہیں کرتے جس سے ہمارا دل خوش ہو۔ انہوں نے کہا: ''اچھا! چھوٹے بچے تو جنت کے کیڑے ہیں (یعنی جنت سے اسی طرح جدا نہ ہوں گے جیسے پانی کا کیڑا پانی سے الگ نہیں ہوتا) وہ اپنے باپوں سے یا ماں باپ سے ملیں گے اور ان کا کپڑا

پکڑیں گے یا ہاتھ میں تیرے کپڑے کا کنارہ (دامن) پکڑے ہوں۔ پھر وہ اس وقت تک (اسے) نہیں چھوڑیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے باپوں کو جنت میں داخل کر دے گا۔'' (صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والأدب)

تشریح: آخری چھ (۶) احادیث نبوی ﷺ کا مضمون / موضوع کچھ الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ تقریباً ایک ہی ہے۔ ان احادیث کی باہمی مطابقت سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ جس صحیح العقیدہ باعمل مسلمان (مرد یا عورت) کے دو یا تین چھوٹے بچے فوت ہو جائیں وہ اس کے لیے جہنم سے بچاؤ کی آڑ یا ڈھال بن جائیں گے یعنی اسے (یا ان کو) جہنم سے بچا لیں گے۔ اسی طرح بعض احادیث میں تطبیق دینے سے واضح ہوا کہ جس مرد یا عورت کے تین یا دو بچے (ابتدائی عمر میں ہی) مر گئے تو وہ اپنے ماں باپ کو جنت میں لے جائیں گے۔ دونوں طرح کی احادیث کا مطلب ومنشاء ایک ہی ہوا، یعنی جہنم سے نجات اور جنت میں داخلہ۔